تاریخ و سیر

جناب عبدالرشید عراقی

برِصغیر پاک و ہند میں علم حدیث اور اہلحدیث کی علمی مساعی

شیخ نور الحق دہلوی ؒ: (۱۰۷۳ھ)

حضرت شیخ نور الحق حضرت شیخ عبدالحق کے صاحبزادے تھے۔ آپ ۹۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مکمل تعلیم اپنے نامور باپ سے حاصل کی۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد آپ کو عہدہ قضاء پیش کیا گیا جس کو آپ نے قبول کر لیا۔ اور آپ نے یہ کام بخیر و خوبی سرانجام دیا۔ مگر اس عہدۂ جلیلہ پر زیادہ عرصہ تک متمکن نہ رہے۔ حضرت شیخ عبدالحق کی وفات کے بعد آپ اس عہدہ سے سبکدوش ہو گئے۔ اور اپنے والدِ محترم کی مسندِ ارشاد کو سنبھال لیا۔

شیخ نور الحق علم و فضل اور زہد و اتقاء میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے دینی تبحر اور علم و فضل کا اعتراف اس وقت کے علمائے کرام نے کیا ہے۔

حضرت شیخ نور الحق نے بھی اپنے والدِ بزرگوار کی طرح بلیشتر وقت علم حدیث کی تبلیغ و ترویج میں صرف کیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی توجہ کا مرکز مشکوٰۃ تھی تو شیخ نور الحق کی کوششوں کا محور صحیح بخاری تھی۔ آپ نے تیسیر القاری کے نام سے فارسی میں ۶ جلدوں میں بخاری کی شرح لکھی۔

یہ شرح ۱۲۹۸ھ میں مطبع علوی محمد حسن خان لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ؒ م ۱۰۳۴ھ

۹۷۱ھ میں سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپ نسباً فاروقی تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ عبدالواحد (م ۱۰۰۷ھ) سے حاصل کی اور اپنے والدِ بزرگوار کے علاوہ شیخ کمال کشمیری (م ۱۰۱۷ھ) اور مولانا شیخ یعقوب (م ۱۰۰۳ھ) سے اکتسابِ فیض کیا۔

تکمیلِ تعلیم کے بعد تبلیغِ دینِ اسلام میں مصروف ہوئے اور اس سلسلہ میں آپ کو حکومتِ وقت سے ٹکرا کر جیل بھی جانا پڑا۔ مگر آپ اپنے مشن میں ہمہ تن مصروف رہے اور

آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ ساتھ ساتھ آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ کی۔ آپ نے عربی و فارسی میں بیشتر اعلیٰ رسائل لکھے ہیں! مگر آپ کی سب سے علمی تصنیف مکتوبات ہیں جو ۳ جلدوں میں ہیں۔ آپ کے مکتوبات آپ کے علمی تبحر پر قطعی حجت ہیں۔

حدیث کی نشر و اشاعت میں بھی آپ نے کافی دلچسپی لی۔

وفات:

۶۳ سال کی عمر میں ۱۰۳۴ھ میں سرہند میں انتقال کیا۔

سیّد مبارک محدّث بلگرامی: (م ۱۱۱۵ھ)

سیّد مبارک محدث ۱۰۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم میر سید طیب بن میر عبدالواحد سے حاصل کی اس کے بعد ۱۰۶۱ھ میں دہلی تشریف لائے اور حضرت شیخ نور الحق دہلوی (م ۱۰۷۳ھ) سے تحصیلِ علوم میں فراغت پائی اور ۱۰۶۴ھ یعنی ۳ سال میں جملہ علوم و فنون میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔

آپ صحیح الاصول والفروع تھے۔ احیائے سنت اور ازالہ بدعت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ اور تقویٰ و طہارت میں ممتازِ زمانہ تھے اتباعِ شریعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ آپ کے خمیر میں تھا۔

علم حدیث کی ترویج اور نشر و اشاعت میں آپ کا ایک خاص مقام تھا۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (۱۳۷۵ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ نور الحق سے علمِ حدیث حاصل کر کے اس فنِ اشرف میں مہارتِ عالی حاصل کی اور اپنی تمام عمر اس فنِ مبارک کی خدمت میں ختم کر دی حتیٰ کہ آپ محدّث کے لقب سے مشہور ہو گئے۔"[۱]

۱۰۷۴ھ میں دہلی سے اپنے وطن بلگرام گئے۔ مسندِ توکل و قناعت کو زینت دی اور تدریسِ علوم خصوصاً علمِ حدیث میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

آپ کی وفات ۱۱۱۵ھ میں ہوئی۔

۱؎ تاریخِ اہلحدیث ص ۳۹۴۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۴۹ھ) :

حضرت شاہ ولی اللہ کے فرزند اور حضرت شاہ عبدالعزیز سے چھوٹے تھے ــــ ۱۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے ۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز سے اکتسابِ فیض کیا ۔

آپ علوم دینیہ اور فنونِ عقلیہ میں مرجع اربابِ استعداد تھے[1] حضرت شاہ عبدالعزیز کے مکفوف البصر وضعیف ہو جانے پر آپ ہی مسندِ تحدیث پر متمکن ہوئے ۔

آپ فضل و کمال اور علمی تبحر میں اپنی مثال آپ تھے ۔ اور آپ سے ایسے ایسے نامور فضلاء و علماء نے اکتسابِ علم کیا ، جو بعد میں خود مسندِ تحدیث کے مالک بنے[2]

تصانیف ہیں ، قرآن کا لفظی ترجمہ آپ کی بہترین یادگار ہے ۔ اور اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک تصانیف ہیں ۔ عمل بالحدیث میں پختہ تھے ۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) :

آپ حضرت شاہ ولی اللہؒ (م ۱۱۷۶ھ) کے پوتے ، حضرت شاہ عبدالغنی (م ۱۲۲۷ھ) کے فرزندِ ارجمند ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ (م ۱۲۴۳ھ) حضرت شاہ رفیع الدین (م ۱۲۴۹ھ) اور حضرت شاہ عبدالقادر (م ۱۲۴۳ھ) کے محبوب و عزیز بھتیجے اور مایۂ ناز شاگرد تھے ۔

آپ ۱۲۰۳ھ میں پیدا ہوئے ــــ آپ نے والد اور اپنے نامدار چچاؤں سے تعلیم حاصل کی ۔

دینِ اسلام کی تبلیغ اور توحید و سنّت کی اشاعت میں آپ نے جو گرانقدر علمی خدمات انجام دی ہیں ، علمائے اسلام نے آپ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے ۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ لکھتے ہیں :

" مولانا اسمٰعیل اسلام کے اُن اولوالعزم ، عالی ہمت ، ذکی ، جری اور غیر معمولی افراد میں ہیں ، جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں[3] ۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ (م ۱۳۷۵ھ) لکھتے ہیں :

" علومِ معقول و منقول میں آپ نے پہلوں کی یاد تازہ کر دی اور فروع و اصول میں علمائے سابقین سے بہت آگے بڑھ گئے ۔ اصولِ فقہ آپ کو نوکِ زبان یاد تھے ۔ علمِ حساب کے آپ خوب ماہر تھے ۔ قرآن و حدیث آپ کے سینہ میں

[1] تاریخ اہل حدیث ص ۴۱۰ [2] حیات ولی ۶۲۸ ۔ [3] کاروانِ ایمان و عزیمت ص ۱۷ ۔

محفوظ تھا۔ اور فقہ و اصول کی آپ کو مزید مشق تھی۔"[1]

اشاعتِ توحید و سنّت اور ازالہ بدعت میں آپ نے جو کام کیا ہے وہ تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں :

"شاہ صاحب نے دہلی میں وعظ کہنا شروع کیا۔ جامع شاہجہانی سے لے کر فسق و فجور کے مرکزوں تک خدا کا پیغام پہنچایا۔ شریعت کے احکام سنائے۔ اپنی مخصوص و شہرہ آفاق جرأت و شجاعت سے شرک و بدعت کا رد کیا۔ توحید و سنّت کی منادی کی۔"[2]

حضرت شاہ صاحب کی تصنیفی خدمات :

حضرت شاہ صاحب نے تصانیف کے ذریعہ جو اسلام کی خدمت کی ہے، اس پر روشنی ڈالنے سے قبل علماء کرام کے آپ کی تصانیف پر ریمارکس سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں :

"آپ کی تصانیف اور علم میں وہ سب خصوصیتیں موجود ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا حصہ ہیں اور جو ہندوستان کے علماء و مصنفین میں نایاب ہیں۔ اور جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابنِ قیمؒ کے یہاں ملتی ہیں۔ یعنی شانِ اجتہاد، علم کی تازگی، استدلال کی لطافت، نکتہ آفرینی، قرآن و حدیث کا خاص تفقہ اور استحضار، زورِ کلام۔"[3]

فقہ، حدیث اور اصول میں آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

ردِّ شرک اور مسئلہ توحید پر آپ کی بے نظیر کتاب "تقویۃ الایمان" ہے۔ اس کتاب کی اشاعت نے توحید میں پخر لگانے والوں کے ایوانوں میں ہلچل مچادی۔

اس کے علاوہ ردّ الاشراک، اصولِ فقہ، صراطِ مستقیم، منصبِ امامت، ایضاح الحق، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین اور تنقید الجواب در اثبات رفع الیدین ہیں۔

خدمتِ حدیث کے سلسلہ میں آپ کی کتاب "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" آپ کی بے نظیر کتاب ہے۔ یہ کتاب عربی میں ہے۔

---

[1] تاریخ اہل حدیث ص ۱۴۲ [2] کاروانِ ایمان و عزیمت ص ۲۲ [3] ایضاً ص ۲۲

اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب شہید نے وہ احادیث جمع کر دی ہیں جن سے رفع یدین کا سنت ہونا ثابت ہے۔

مرزا حیرت دہلوی مرحوم لکھتے ہیں:

"جب شاہ صاحب نے تنویر العینین لکھی۔ تو آپ پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ اور عرض کی "عم محترم! آپ اسے ملاحظہ فرمائیں۔ تو پھر اس کو اشاعت کے لیے دوں" حضرت شاہ عبدالعزیز نے اس رسالہ کا بغور مطالعہ کیا تو آپ فرطِ انبساط سے بے خود ہو گئے، اور خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ اور خوشی سے اپنے بھتیجے کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا "تم نے جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل صحیح اور درست ہے۔ کوئی شخص اس کی تردید نہیں کر سکتا۔"[1]

یہ کتاب متعدد مرتبہ چھپ کر قبولیتِ عام حاصل کر چکی ہے۔ ۱۹۵۵ء میں جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کے ادارہ اشاعۃ السنۃ نے اس کا عربی ایڈیشن معہ تحشیہ نہایت عمدگی سے شائع کیا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ (۶ مئی ۱۸۳۱ء) بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا۔[2]

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق فاروقی (م ۱۲۶۲ھ):

۱۱۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے تھے۔ آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور حضرت شاہ عبدالقادرؒ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۴۰ھ میں حج کو گئے۔ تو شیخ عمر بن عبدالکریم مکی (م ۱۲۴۷ھ) سے سند اجازہ حدیث حاصل کی۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے انتقال کے بعد مسند ولی اللہ کے وارث ہوئے۔ درسِ حدیث کے اہتمام کی وجہ سے "الصدر الحمید" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ خدمتِ حدیث کے سلسلہ میں آپ نے جو گرانقدر علمی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور آپ سے جن حضرات نے استفادہ

[1] حیاتِ طیبہ ص ۳۱۰۔ [2] مقدمہ تقویۃ الایمان ص ۲۲۔

کیا، ان میں بعض خود بھی مسندِ تحدیث کے وارث بنے۔ مثلاً

مولانا سید عبد الخالق دہلوی، مولانا کرامت علی اسرائیلی، مولانا شاہ محمد یعقوب (آپ کے برادرِ خورد)۔ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی، مولانا حافظ احمد علی سہارنپوری۔

حضرت شاہ عبد العزیزؒ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے، اور فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاقَ!"

"اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔"

نیز آپ فرمایا کرتے تھے:

"میری تقریر اسمٰعیل نے، تحریر رشید الدین نے اور تقویٰ اسحاق نے لے لیا۔[1]

حضرت شیخ الکلؒ میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی آپ کی نسبت یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

برائے رہبری قوم فساق
دوبارہ آمد اسمٰعیل و اسحاق[2]

علم حدیث کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں مولانا سید عبد الحی (م ۱۳۴۱ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں!

"ہندوستان کے علماء حدیث میں شاہ محمد اسحاق کا نام نامی بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ آپ شاہ عبد العزیزؒ کے نواسے ہیں۔ اور انہی سے آپ نے فنِ حدیث حاصل کیا۔ ایک مدت تک اپنے نانا کے ساتھ رہ کر فنِ حدیث میں کامل ہو کر آپ نے درسِ حدیث دینا شروع کیا۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ ہندوستان میں فنِ حدیث کی امامت آپ پر ختم ہے۔[3]

۱۲۵۸ھ میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ وہیں ۱۲۶۲ھ میں وفات پائی۔ اور جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی قبر مبارک کے قریب دفن ہوئے۔[4]

ف۱ تاریخ اہل حدیث ص ۱۵-۱۴۔ ف۲ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۹۔
ف۳ "اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں" ص ۲۰۰۔ ف۴ تاریخ اہل حدیث ص ۲۹۶۔

مولانا ولایت علی صادق پوری (م ۱۲۶۹ھ) :

مولانا ولایت علی صادق پور کے ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے ۱۲۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ بزرگوار مولوی فتح علی سے حاصل کی۔ اس کے بعد ایک شیعہ عالم مولوی رمضان علی سے بھی پڑھتے رہے۔ پھر مزید تعلیم کے لیے لکھنؤ کا سفر اختیار کیا اور مشہور عالم و فاضل مولانا محمد اشرف (م ۱۲۴۲ھ) سے اکتسابِ علم کیا۔ آپ کا شمار مولانا محمد اشرف کے ممتاز شاگردوں میں ہونے لگا۔ مولانا محمد اشرف مرحوم کے ہاں آپ کا قیام تقریباً ۴ سال رہا۔ ان کے علاوہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید سے بھی استفادہ کیا۔

لکھنؤ کے دورانِ قیام آپ کی ملاقات حضرت سید احمد شہید بریلوی سے ہوئی۔ اور آپ اُن سے بیعت ہوئے۔

حضرت سید صاحب نے جس تحریک کی ابتدا کی، اس میں مولانا ولایت علی مرحوم نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اس کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

تبلیغ جہاد کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کی طرف توجہ رہی۔ آپ نے تقریباً ایک سو کے قریب رسائل لکھے۔ اور ساتھ ساتھ درس و تدریس بھی کرتے رہے۔

مولانا محمد میاں (م ۱۲۹۵ھ) لکھتے ہیں :

بعد نمازِ ظہر تا عصر قرآن و حدیث کا درس دیتے۔ اور دوسرے علماء تفسیر کی کتاب ہاتھ میں لے کر بیٹھ جاتے۔[۵] علم حدیث کی اشاعت میں آپ نے بڑا کام کیا۔

مولانا سید عبدالحی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں :

"علمائے حدیث میں مولانا شیخ ولایت علی صادق پوری (م ۱۲۶۹ھ) بھی ہیں۔ آپ نے فنِ حدیث شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی بن شاہ عبدالغنی سے حاصل کیا۔ پھر قاضی محمد بن علی شوکانی سے اس علم کو حاصل کیا۔ آپ نے حدیث شریف کی تدریس اور خالص سنّت کی اشاعت پر اپنے کو وقف فرما دیا۔ آپ کے علم اور آپ کی ذات سے بے شمار مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچا۔"[۶]

---

۵ علمائے ہند کا شاندار ماضی جلد سوم ص ۹۔ ۶ ایضاً ص ۲۴۔

۵ اسلامی علوم فنون ہندوستان میں ص ۲۰۲۔

مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف مدیر "الاعتصام"، لکھتے ہیں:

"مولانا ولایت علی عظیم آبادی (صادق پوری) ۱۲۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ صوبہ بہار کے رئیس خاندان کے ایک معزز رکن، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے تلمیذ خاص، حضرت سید احمد شہید کے مخصوص خلیفہ، ڈاکٹر ہنٹر وغیرہ عیار فرنگیوں کے بدنام "وہابی" تحریکِ مجاہدین کے روحِ رواں، متبحر عالم، بےنظیر محدّث، ولایت کے مرتبہ علیا پر فائز، فقہ وحدیث وسلوک کے جامع، اسلاف کی واحد یادگار، اسلام کے بے لوث مبلّغ، توحیدِ خالص کے پُرجوش علمبردار، کفن بر سر مجاہد، غرض آپ کی کن کن خدمات پر لکھا جائے۔"

علامہ نواب سید محمد صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں:

"مولانا ولایت علی نے جامع مسجد قنوج میں چند جمعہ تک وعظ کیا، مجھ سے کہہ گئے کہ تم کتاب بلوغ المرام ضرور پڑھنا۔ میں اس وقت بارہ تیرہ برس کا ہوں گا۔ اس کہنے کا نتیجہ ایک مدّت دراز کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ میں نے بلوغ المرام کی شرح (مسک الختام) لکھی۔ جو اثرِ سریع میں نے مولانا ولایت علی مرحوم کے وعظ میں پایا، کسی کے وعظ میں دیکھا نہ سنا، ان کے پاس بیٹھنے سے دل دنیا سے بالکل سرد ہو جاتا تھا۔ دین کا جوش تر دل سے اٹھتا تھا۔ یہ مصرع میں نے انہی سے یاد کر لیا تھا

ع۔ ہم طرزِ جنوں اور ہی ایجاد کریں گے!

آپ نے اسلام کی ہر نوع کی خدمت سرانجام دی۔ جہاد کے سلسلہ میں تو آپ سرِعسکر تھے۔ تبلیغی اور تدریسی خدمات میں بھی کوتاہی نہیں فرمائی۔ اشاعتِ علومِ دینیہ بقدرِ وسعت جاری رکھیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن اور مولانا شہید کے رسائل سب سے پہلی مرتبہ آپ ہی کی مساعی سے طبع وشائع ہوئے۔ ۱۲۴۸ھ میں آپ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اور اسی سفر میں نجد وغیرہ ممالکِ اسلامیہ کی سیر کرتے یمن پہنچے۔ ۱۲۴۹ھ میں امام شوکانی رحؒ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ اور دررِ بہیہ کا ایک نسخہ ساتھ لائے۔ جو اس وقت صادق پور میں موجود ہے۔

آپ کی وجہ سے آپ کا سارا خاندان (صادق پور) جہاد کی تحریک میں شامل ہوا۔ آخر

ہندوستان میں خالص اسلامی حکومت کے قیام اور انگریزی اقتدار کے ختم کرنے کی دھن میں ہی محرم ۱۲۶۹ھ میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ ۶۴ برس کی عمر پائی ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را[1]

مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی (م ۱۲۸۶ھ):

۱۲۰۶ھ میں موضع نیوتن ضلع اناؤ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے بنارس میں سکونت اختیار کی تھی۔ اس لیے آپ کا لاحقہ بنارسی ہو گیا۔

آپ کے اساتذہ یہ ہیں:

مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ (م ۱۲۴۳ھ) مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) مولانا محمد عابد سندھیؒ، علامہ عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل الامیرؒ، علامہ عبدالرحمان بن احمد الهیکلیؒ وغیرہم[2]۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید آپ کے ہم سبق اور حج بیت اللہ کے ساتھی، حضرت سید احمدؒ بریلوی بھی آپ کے حج کے ساتھی تھے۔

۱۲۳۸ھ میں صنعا جا کر براہِ راست امام شوکانیؒ سے سندِ حدیث حاصل کی۔

تحصیلِ حدیث کے لیے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اس علم میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔ اور درس و تدریس میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ برِصغیر کے مشہور علمائے کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔

مثلاً مولانا قاضی شیخ محمد مچھلی شہری (م ۱۳۲۴ھ) مولانا سید جلال الدین بنارسی (م ۱۲۷۹ھ) مولانا سید سعید الدین احمد جعفری ہاشمی (م ۱۲۹۳ھ) مولانا سید حمید الدین احمد جعفری ہاشمی (م ۱۳۰۸ھ)۔ مولانا سید شہید الدین احمد جعفری ہاشمی (م ۱۳۳۷ھ)[3]۔

ترکِ تقلید پر ایک کتاب بھی لکھی، جس کا نام "الدر الفرید فی المنع عن التقلید" ہے۔ ۸ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ کو ۷۰ برس کی عمر میں وفات پائی[4]۔

---

[1] امام شوکانی ص ۷۴۔ [2] ایضاً ص ۵۷۔ [3] تراجم علمائے حدیث ہند ص ۳۴۵۔
[4] امام شوکانی ص ۶۴۔

مولانا شاہ مفتی عبدالقیوم بڈہانوی (م ۱۲۹۹ھ) :

مولانا شاہ عبدالحی بڈہانوی (م ۱۲۴۳ھ) کے فرزند، مولانا شاہ محمد اسحاق الصدر الحمید (م ۱۲۶۲ھ) کے داماد اور حضرت شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۳۹ھ) کے نواسے تھے۔

حضرت شاہ محمد اسحاق سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کا قیام زیادہ تر بھوپال میں رہا۔ نواب سکندر جہاں بیگم والیہ بھوپال آپ کی بہت قدردان تھیں۔

حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) آپ سے عمر میں بڑے ہونے کے باوجود آپ کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھتے۔ اور بات بات پر اظہارِ انکسار کرتے[1]۔

علمِ حدیث کی اشاعت و ترویج میں آپ نے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ مولانا سید عبدالحی لکھتے ہیں :

> "علمائے حدیث میں مولانا مفتی عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی صدیقی بڈہانوی کا اسم گرامی بھی ہے۔ آپ شاہ اسحاق دہلوی کے داماد ہیں۔ اور انہی سے آپ نے اس فن کو حاصل کیا۔ اور ایک مدت تک آپ کے ساتھ رہے۔ پھر اس فن کا درس دینا شروع کیا۔ حدیث و قرآن کی نشر و اشاعت میں آپ ان کے اسلاف کے نقشِ قدم پر تھے[2]۔"

---

[1] تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۲۳ [2] اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں ص ۲۰۱۔

- خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہو سکے گی۔
- جن قارئین کو سالانہ زرِ تعاون کے خاتمہ کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ ۱۵ دن کے اندر اندر اپنا زرِ تعاون دفتر کے پتہ پر منی آرڈر فرمادیں۔

یا

آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کے لیے تیار رہیں۔ شکریہ!

(مینیجر)